قسط (۱۶)	مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں .... (مرتب)

سال نو کے لئے نیک تمنائیں:

مرحبا اے سال جدید! خدا تجھے خیر و برکت اور سلامتی کا پیغامبر بنادے ابھی قریب ہی سال گزشتہ ۱۹۵۷ء نے ہم سے شیخ الاسلام (مولانا حسین احمد مدنیؒ) چھین لیا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تجھے پانچ دسمبر جیسا منحوس دن نصیب نہ ہونے دے اور تو خیر وسلامتی اور یمن وایمان کا حامل ثابت ہو آمین یارب العالمین۔

شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی وفات:

ابھی پچھلے ماہ دسمبر میں حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کا سانحہ وفات پیش آیا ان کے بارے میں تعزیتی مضامین اور مرثیوں کا سلسلہ جاری ہے ان میں سے بعض اہم منتخبات یہ ہیں۔

الم مظفر نگری:

رہبر عالم ہے ان کے علم و فن کی روشنی	اب بھی تازہ دم ہے ان سے کاروان زندگی
گو بظاہر دور ہم سے ہے وہ میر کاروان	دے رہا ہے پھر بھی ہم کو راہ منزل کا نشان

شمع ایسی کی ہے روشن اس نے زہد و علم کی | روشنی پاتی ہے جس سے بزمِ ہستی ہر گھڑی
جس نے کی جہد و عمل سے زندگی کی راہ طے | اس کی منزل عرش کی منزل سے بھی ہے کچھ پرے
وہ حسین احمد یہاں تھے کل جو مسجودِ نظر | آج ہے بام حقیقت کی فضا میں جلوہ گر
دور ہیں نظروں سے گو لیکن قریب دل تو ہیں | خضر نادیدہ کی صورت رہبر منزل تو ہیں

محمد اسرائیل فرحت:

مرکز روحانیت جلوہ گہ خیر الامینؐ | پہلوئے قاسم میں ہے لیٹا ہوا زیر زمیں
گر نہیں دامن میں اپنے جز حیات مستعار | تیرے قدموں میں متاع دیدہ تر ہے نثار

(الجمعیۃ سنڈے ایڈیشن 6 جنوری ص 4)

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے انتقال پر ماہنامہ دار العلوم سے تعزیتی اقتباسات:

آج تو قاسم و امداد سب ہی مرتے ہیں | اس کا کیا ذکر برباد ہوئے تم یا ہم

1857ء سے 1957ء تک سو برس کے عرصہ میں اس تحریک کا ایک دور مکمل ہو کر ختم ہو گیا۔۔۔ شیخ الاسلام اسلامی علوم و معارف اور ایشیاء کی فنون و آداب کے علمبردار تھے۔۔۔ حضرت شیخ کی مساعی کا مرکز ملک کی آزادی، ایشاء کی آزادی اور آخر کار اخلاق و انسانیت کی آزادی تھی۔۔۔ اگر بقول امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان شیخ الہند مولانا محمود حسن ایک نور تھے تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اس نور کی ضیاء اور چمک تھے۔۔۔ آج حضرت مدنی ہم میں موجود نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ غیر موجود بھی نہیں جبکہ ان کا مشن موجود، انکا نمونہ عمل موجود، انکا علم موجود، انکے مجاہدانہ کارنامے موجود اور انکی محبوبیت موجود ہے۔۔۔ آپؒ، حجۃ الاسلام نانوتویؒ کے تاریخی سیاسی فلسفہ و حکمت کے امین اور اپنے استاد شیخ الہند کے حکیمانہ جوش عمل کے علمبردار تھے۔

ویران ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں | تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے
مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں | تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت مدنی پر مجلات میں تعزیتی مضامین:

☆ ماہنامہ شمس الاسلام جنوری (58) کا شمارہ مطالعہ کیا حضرت شیخ الاسلامؒ کے متعلق مولانا مفتی سیاح الدین کا مضمون قابل دید ہے۔

☆ الجمعیۃ سنڈے ایڈیشن میں بندہ کا مضمون بعنوان ''بادشاہ خان شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر'' صفحہ اول پر چھپا ہے (جو بعد میں شیخ الاسلام نمبر الجمعیۃ میں تفصیل سے بھی چھپا ہے)

حضرت شیخ الاسلام مدنی کے ذکر خیر سے متعلقہ کتب ورسائل:

وہ کتابیں جن میں حضرت شیخ مدنیؒ کا تذکرہ مجمل یا مفصل یا ان کے متعلق کوئی واقعہ جزئیہ مل سکتا ہے۔

۱۔ نقش حیات ۲۔ علماء حق کا شاندار ماضی مرتبہ مولانا محمد میاں صاحب ۳۔ الجمعیۃ کا جمعیۃ العلماء نمبر ۴۔ شیخ الہند جنتری ۵۔ آفتاب ہدایت مرتبہ محمد یوسف جوہر ۶۔ روشن مستقبل مرتبہ طفیل احمد منگلوری ۷۔ الجمعیۃ کا سنڈے ایڈیشن ۸ دسمبر ۵۷ء ۸۔ صوت الشرق عربی جریدہ قاہرہ مضمون از عبدالعظیم ۹۔ تذکرۃ الرشید مرتبہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ۱۰۔ حیات شیخ الاسلامؒ مرتبہ محمد میاں دہلوی ۱۱۔ مجاہد جلیل مرتبہ محمد میاں دہلوی ۱۲۔ حیات شیخ الہندؒ مرتبہ مولانا اصغر حسین ۱۳۔ سفرنامہ اسیر مالٹا مصنفہ حضرت الشیخ قدس سرہٗ ۱۴۔ ماہنامہ الفرقان بابت جمادی الثانی مولانا ابوالحسن ندوی و مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی ۱۵۔ ماہنامہ برھان دہلی مولانا سعید احمد اکبرآبادی ۱۶۔ روزنامہ انجام (پشاور) اخبار کا مضمون بعنوان حیات طیبہ از سمیع الحق ۱۷۔ ایشیاء وغیرہ اخبارات کے شمارے بعد از وصال حضرت مدنیؒ ۱۸۔ ہفت روزہ خدام الدین

☆ مدیر دارالعلوم دیو بند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کا جوابی مکتوب بنام والد ماجد مدظلہٗ بسلسلہ تعزیت شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ موصول ہوا۔ (۱۱ جنوری)

☆ وصل مکتوب الشیخ مبارک علی حفظه الله ورعاه نائب مدیر العام ب"دارالعلوم دیو بند" لتعزیة الشیخ المدنی الی والدی المکرم واخبر نائب المدیر بمرضه من ایام فنرجو الله ان یشفیه شفاءً عاجلاً (۱۹ جنوری)

سعودی ریڈیو سے حضرت مدنیؒ کے وفات پر تعزیتی پروگرام:

☆ رادیو المملکة السعودیه ، ازاء عشیة وصال شیخ الا سلام تقریراً و تعزیة بو فاته فی الوقت المعین و القی الشیخ مولانا عبدالله العباس الندوی فی مناقبه مقالةً بلیغةً یمدح فیه الشیخ وقال ان نعی الوصال کان صاعقةً ورعدًا ارعدت به القلوب واقشعرت به الا فئدة والعقول .والتقریر شاع فی جریدة الجمعیة دهلی الاردویة بتمامه (۲۱ جنوری)

مجلہ "دارالعلوم" میں شیخ الاسلامؒ کی عظمت شان پر قاری طیب صاحب کا مضمون:

☆ کتب مدیر العام فی المجلة الشهریة المسمی ب" دارالعلوم التی تنشرمن مرکز العلم (الدیوبند). مقالة بلیغة مشتملة علی جلالة شان شیخ الا سلام " حسین احمد المدنی " وتأسف رئیس التحریر تأسفاً شدیداً ا بو فاته ، واعلن بطبع المضامین فی حق الشیخ فی المجلّات الشهریة القادمة.

ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ سے مرثیہ:

شد ماتم حسین کنوں تازہ درجہاں	سادات گشتہ اند معیبت نشین ہند
نیلی است زیں معاملہ پیراہن عرب	وزخوں گریہ سرخ شد است آستین ہند
ہنداز وفات اوتن بے روح گشتہ است	یعنی کہ بود او نفس واپسین ہند

ولنعم ما قیل:

این المحامی عن شریعة احمد	این المحقق نهج مذهب احمد
مات الا مام العالم الحبر الذی	یهدی علاه کل حبر یهتدی
یا واحد الدنیا و یا فرد الوری	انت الذی جذدت دین محمد
فعلیک منی الف الف تحیة	تغشی ضریحک یا قرین الفرقد

مریدوں کے آہ ونالے:

اب چھپ گئے بدبختوں کی قسمت کے ستارے	اس عالم فانی سے میرے پیر سدھارے
روتے ہیں مرید آپ کے دن رات بیچارے	فرقت میں تڑپتے ہیں وہ تقدیر کے مارے
تھی آپ سے اسلام کی ہرشان نمایاں	اک ہند ہی کیا آپ تھے ہر ملک کے پیارے

مرثیہ شیخ عبدالاحد قاسمی:

لیس المحال علی القدیر الاعلم	یستجمع الا وصاف للیشخ الضلیع الاکبر
یا من تفرق ضاحکاً من بیننا	ولنا الورالة بالبکاء الا مطر
حیا سلاماً دائما بالتراب المرقد	یا قسمتا قد فزت من کنف الرئیس الا کبر
طورًا اتری مستغرق المتصوف	اخری علی کشف العلوم الا غمر
طورًا اتزین حفلة الحربة	اخری تشابه یوسف المتبحر
طورًا ترج المحراب بالمواعظ	اخری تسافر احرار وطن الا خضر

....

مجھے اے موت تو اتنا بتا دے	یہ پنجہ ظلم تو کب تک کرے گی
نہ تو کچھ کر سکی قاسم کو لے کر	حسین احمد کو لے کر کیا کرے گی
سلوت به عن کل من کان قبله	واذ هلنی عن کل من هوتا بعه
لقد بذل الجهود ضحی حیاته	لخلمة دین الله ناء بکلکل

مضت الدهور وما اتين بمثله ولقد اتى فعجزن عن نظرائه

ماطفل کم سواد وسبق قصہائے دوست صد بار خواندہ ودگراز سر گرفتہ یم
عمریست کہ ازا فسانہ منصور کہن گشت من از سر نو زندہ کنم داروسن را
نازنین جہاں ناز فراموش شدند کہ گدائے تو بانداز دگری نازد
پارسایان ہمہ ناز ندبہ زہدو طاعت یک ندیم است کہ بردامن تری نازند
تابکے فکر تواں کر وسخن تازہ نوشت قصہ شوق حدیثے کے پایا نش نیست

شان مدنی:

صحابہ کی حیات پاک کواس نے نہیں جانا حقیقت میں یہ شان زندگی جس نے نہ پہچانی
وہ حسین کی خلوت شب کی بدولت اب بھی تازہ ہے گداز بوذرؓ و عشق اویسؒ وسوز سلمانیؓ

امام شریعت
مولانا محمد سلیمان نادم

تیری دیار میں جو جاں نثار بیٹھے ہیں بہت اداس بہت سوگوار بیٹھے ہیں
تری جدائی سے ٹوٹا ہے ان پہ غم کا پہاڑ تڑپ رہے ہیں بہت دل فگار بیٹھے ہیں
خداکو علم ہے کیا حشران کااب ہوگا جو دامن اپنا کیے تار تار بیٹھے ہیں
ترے تمام مخالف بھی دشمن جاں بھی سنا ہے غم میں تیرے اشک بار بیٹھے ہیں

تمنا
عمرالدین شاد

چھن گئی ہم سے متاع علم ودانش چھن گئی رنگ کیا دکھلا رہی ہے گردش لیل ونہار
گمراہوں کوجس نے دکھلائی صراط مستقیم اسکے مرقد پر خدا کی رحمتیں ہو بے شمار
ہے تمنا حشر میں اٹھوں ترے خدام میں شاد بھی ہو جائے اپنی آرزو میں کامگار

خدام الدین میں احقر کا تعزیتی مضمون:

رتب الجريدة الأسبوعيه "خدام الدين "فى تذكار الشيخ الاجل (حسين احمد المدنى) عدداً خاصاً ضخيماً انيقاً يشتمل على سيرته و مناقبه و شاع مضموناً رتبته بعنوان"مولانا مدنیؒ،حضرت تھانوی اور مفتی کفایت اللہ" مع مقدمة وتعارف حررته فى مجلة غراء تصدر من لاهور تحت اشراف مولانا احمد على لاهورى

شیخ محمد یوسف بنوری کا مرثیہ:

مجلة البرهان تصدر من دلهى تحت اشراف ادارة ندوة المصنفين شاع مرثية الشيخ العارف بالله شيخ الاسلامؒ مرثية العقيدة والاخلاص بلغة العربيه للاستاذ الشيخ محمد يوسف

البنوری اوّلہ

جار الفؤاد مع العین قد سکبا — اذ جاء نابأ للعقل مستلباً
نعی الامام الذی فاق الانام عُلیً — من لا نظیرلہ فی الدھر قد ذھبا
خطب عظیم دھاالا سلام زعزعہ — رزء کبیر فما للصبر مجتلبا
حسین احمد غیث القوم نجعھم — فی ارض ھند معین الفیض قدنصبا

قطعات تاریخ وفات حضرت مدنیؒ:

لہ الرضوان الاکبر — شان درویشاں از خدا وصال فرمودی
۷۷ ۱۳ھ — ۱۹۵۷ء
پئے سال ہاتف نے آواز دی — ''ہوا گل'' چراغ محمد ہے آج
۱۳۷۷ھ
ہو گئی لو رحلت ''علم حدیث'' — ''غلام شاہ'' کہلائے حسین احمد کی قسمت تھی
۱۳۷۷ھ — ۱۳۷۷ھ

☆ مولانا محمد میاں صاحب الجمعیۃ دہلی کی جانب سے ایک مراسلہ ''بادشاہ خان اور شیخ الاسلام'' کے مضمون سے متعلق موصول ہوا (۲۹ جنوری ۵۸ء)

☆ ارسلت الی الا ستاذ محمد میاں دھلی الرسالۃ الذی طلب منی تفصیلاً کتبتہ فیہ مقابلتی مع بادشاہ خان یذکر فیہ علاقاتہ مع الشیخ محمود الحسن الدیو بندی والمقالۃ یطبع فی الجمعیۃ شیخ الا سلام نمبر تطبع باسم واحد اصد قائی عزیز الرحمن حیدری (۳۱ جنوری ۵۸)

الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر:

☆ الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر عظیم الشان گنجینہ علوم و معارف منصۂ شہود پر آ گیا ہے بقول الجمعیۃ کہ جسکے ہاتھ یہ نمبر پہنچے وہ اسے ہدایت نامے کے طور پر پڑھے اور اسے اپنے نسلوں کے لئے محفوظ رکھے۔

☆ مجلۃ الجمعیہ مملوۃ عن مضامین عالیۃ یتعلق بحیات الشیخ و التاثرات العمیقہ من اعماق القلوب

الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر کے بارے میں احساسات:

☆ مختلف اوقات میں الجمعیۃ کے نمبر کا مطالعہ کر رہا ہوں اس کی شہامت، ضخامت و کرامت کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں بقول انور صابری یہ نمبر

غنچہ زندگی کو بخش گئے — جو بہ فیض تمام حسن نو
دیدہ شوق سے پڑھیئے — شیخ کی زندگی کے کچھ پہلو

۱۱۴۶+۲۳۱=۱۳۷۷ھ

جماعت اسلامی کے بارے میں حضرت مدنی کی رائے:

حضرت شیخ مدنیؒ کی رائے جماعت اسلامی کے بارے میں جاننی ہو تو الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۹ کالم ۲ ملاحظہ کیجئے گا۔ جیسے فرمایا اس جماعت نے تو تمام اصحاب کرامؓ کی تنقیص وتوہین کردی

اسلام کے نام پر یہ جماعت سب سے زیادہ خطرناک ہے

دلائل اور براہین سے ثابت کرسکتا ہوں کہ یہ جماعت بھی فرق غیر ناجیہ میں سے ہے۔

شفاء امراض کیلئے عملیات حضرت مدنیؒ:

ہاتھوں کے درد کے لئے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ سات مرتبہ پڑھکر ایک بار دم کیا جائے اور دوران تلاوت موضع درد کو پکڑے رکھے پھر دم کر کے چھوڑ دے دوبارہ اسی طرح پکڑ کر یہ عمل سات دفعہ مع بسم اللہ کے دہرائے ہر بار دم کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور ہر دفعہ مریض سے درد کا حال پوچھتے رہے ان شاء اللہ چند دن میں شفاء حاصل ہو جائے گی۔

ضعف بصر کے متعلق فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد اول وآخر درود شریف اور تین مرتبہ آیت کریمہ فکشفنا عنک غطاء ک فبصرک الیوم حدید پڑھکر ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں کی پشت پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیا کریں۔

چیچک کیلئے سورۃ رحمٰن نیلے دھاگے پر اس طرح پڑھے کہ ہر فبای آلاء ربکما تکذبان پر ایک گرہ لگا کر دم کیا کرے اور بطور حفظ ماتقدم کے گلے میں ڈال دے اور اگر چیچک نکل آئی ہو تو پڑھکر دم بھی کر دیا کرے

مکتوبات شیخ الاسلام کا مطالعہ:

اطالع مکتوبات الذاخرۃ الانیقۃ النفیسۃ للشیخ الامام الھمام حسین احمد المدنی فی ھذہ الایام وفیہ سکینۃ وطمانیۃ وعلم ومعرفۃ یثلج بہ الصدور ویشحذ بہ الاذھان نعم ھی مکاتیب لِلشیخ جدۃ فی ھذا العصر مکاتیب الخالدۃ للشیخ المجدد السر ھندی ، رتبھا الشیخ نجم الدین اصلاحی والآن لھا اجزاء ثلاث و ینشر الجلد الرابع انشاء اللہ (۸ مارچ ۱۹۵۸ء)

سرخپوش رہنما خان عبدالغفار خان کا شیخ الہند محمود حسن سے روابط اور تعلق کے اعترافات:

جگہ جگہ اس انٹرویو کا ذکر آیا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ کا یہ مکالمہ جو خان عبدالغفار خان المعروف بہ بادشاہ خان سے حضرت مدنیؒ اور شیخ الہند کے ساتھ روابط اور تعلقات کے بارے میں ہوا تھا جو کہ ''بادشاہ خان حضرت شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر'' کے عنوان سے ۵۵ برس قبل الجمعیۃ دہلی کے شیخ الاسلام نمبر (بروز ہفتہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ فروری ۱۹۵۸) ص نمبر ۱۰۹ میں شائع ہوا یہ تحریر تاریخ کے بہت بڑے شواہد کی حامل ہے اسلئے نسل نو کی علم وآگہی کے لئے پیش خدمت ہے۔ آج بادشاہ خان مرحوم کے پیرو جہاد آزادی ہند کے ان اکابر کی قربانیوں کو بھولے ہوئے ہیں اور ایک بڑی سامراج امریکہ کے ساتھ کھڑے

ہیں نہ انہیں آزادی ہند میں جہاد و عزیمت کے اکابر دیوبند کی رہنمائی اور قیادت کا اعتراف ہے۔ یہ انٹرویو تاریخ کے ایک نہایت اہم حقیقت سے نقاب ہٹاتا ہے، اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی پچاس سال قبل کی اس نقاب کشائی سے بہت سے حقائق و انکشاف ہو جاتے ہیں (عرفان الحق حقانی)

اکوڑہ خٹک (مغربی پاکستان) پختون رہنما اور جنگ آزادی کے ایک بہت بڑے لیڈر اور تحریک شیخ الہندؒ (ریشمی رومال) کے سرگرم ممبر خان عبدالغفار خان صاحب نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ بادشاہ خان کی اکوڑہ خٹک آمد کے موقعہ پر رات کو جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے ایک وفد نے بادشاہ خان سے ملاقات کی، مولانا عزیز الرحمان اور جناب سمیع الحق صاحب صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے بادشاہ خان سے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک اور ان کے عظیم مجاہدانہ کارناموں اور خفیہ گوشوں پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی اور اس سلسلہ میں جناب سمیع الحق صاحب نے چند سوالات بادشاہ خان کے سامنے رکھے۔ چنانچہ بادشاہ خان نے نہایت خوشی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل تحریک حریت اور حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک استخلاص وطن کے مخفی گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ انھوں نے جناب سمیع الحق صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سانحہ ارتحال سے ہندوستان ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا اور ہم سے حضرت شیخ الہند (نور اللہ مرقدہ) کے جانشین جدا ہو گئے۔

انہوں نے رقت آمیز انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت تو یقیناً فرما چکے ہوں گے۔ لیکن کارسازگان کو دعائے صبر و استقامت کی ضرورت ہے۔ بادشاہ خان نے حضرت شیخ الہندؒ اور ان کی تحریک کے ساتھ اپنی وابستگی کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ آزادی کے سلسلے میں حضرت شیخ الہندؒ کو دیوبند میں مقیم افغانی طلباء کے ذریعہ میری سرگرمیوں (سرحد میں تعلیمی شعور بیدار کرنے اور مدارس قائم کرنے اور دیگر کوششوں) کا علم ہوا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے طلب فرمایا۔ اور میرے ساتھ تفصیلی گفتگو کی اور مجھے اپنی تحریک میں شامل کر لیا اس لئے کہ ہمارا مقصد ایک ہی تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ چونکہ یاغستان (آزاد قبائل) میں ایک مستحکم مرکز قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کیلئے وہ موزوں مقام کی تلاش میں تھے۔ اس لئے انہوں نے ہمیں مامور کیا کہ مرکز کے قیام کے لئے یاغستان چلے جائیں اور وہاں قیام مرکز کے لئے جدوجہد کریں اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس مولانا عبیداللہ سندھی کو بھی عنقریب بھیجدوں گا جب تک وہ آپ کے ساتھ نہ ملیں آپ لوگ واپس نہ ہوں۔ چنانچہ وہاں سے واپس ہو کر حضرت حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی اور حضرت شیخ الہندؒ دیوبندی کی ہدایات کے مطابق ضروری امور سے انہیں مطلع کیا اس کے بعد میں اور مولانا فضل محمود صاحب مخفی (جو ریاست دیر کے سیند علاقہ کے رہنے والے بڑے مجاہد تھے) مرکز کے سلسلے میں یاغستان

گئے۔ اگر چہ انگریز کی نگرانی انتہائی سخت تھی جس کی وجہ سے ایسے اہم کام اور خطرناک اقدام کا تصور کرنا بھی مہلک تھا۔ لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ ہر جگہ جاسوسی کا ایک جال پھیلا ہوا تھا۔ اس لئے ہم اجمیر شریف کے بہانے سے سفر پر نکلے اور ملاکنڈ کے راستہ پیدل روانہ ہوئے اور قبائل کو جناب مخفی صاحب کے چچازاد بھائی کی امداد واعانت سے وہاں پہونچے وہاں حالات دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قبائل میں صرف دو قبیلے ایسے ہیں جن پر فرنگیوں کا اثر نہیں۔ سلارزئی اور مہمند۔ چنانچہ ہم نے کافی صعوبت اٹھانے اور تگ ودو کے بعد ان ہر دو قبائل کی حمایت واعانت سے مقام ''زیگی'' ریاست باجوڑ کو مرکز بنانے میں کامیابی حاصل کی اور مسلسل دو مہینہ تک مولانا سندھی صاحبؒ کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہ آئے تو ہم اپنے علاقہ واپس ہو کر دیوبند گئے اور شیخ محمود حسن دیوبندیؒ کو تمام حالات وکارگذاری سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی ''زیگی'' کا مرکز ہونا پسند فرمایا۔ جس کے مضبوط ومستحکم ہونے کے بعد حضرت شیخ الہندؒ خود یہاں تشریف لانے والے تھے اس اثناء میں جناب مولانا سیف الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ فتحپوری بھی حاجی صاحب ترنگ زئی کی خدمت میں حضرت شیخ الہندؒ کی جانب سے بطور قاصد خاص آگئے۔ (میں نے خود ان کے درمیان خط وکتابت کی کافی فرائض انجام دیئے ہیں) لیکن قبل اس کے کہ کوئی عملدرآمد شروع کیا جائے پہلی عالمگیر جنگ چھڑ گئی۔

حالات کی نزاکت کے باوجود حاجی صاحب مرحوم اور ہم نے اپنی جدوجہد رکھی اور حضرت شیخ الہند کے یہاں آمد ورفت جاری رہی۔ بادشاہ خان نے اس سوال کے جواب میں کہ جب انگریز کی نگرانی اتنی کڑی تھی تو اتنی آمد ورفت اور دیوبند میں قیام کیسے ممکن تھا۔ فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ مجھے اپنے مکان میں خفیہ رکھتے تھے اور کئی کئی دن اس گھر سے باہر نہ نکلتے اور اس کے علاوہ حضرت شیخ الہندؒ دیوبند سے باہر کسی غیر معروف اسٹیشن پر مجھ سے مل جاتے جس سے سی، آئی، ڈی کو یہ مشکل پتہ لگ سکتا اور وہ مجھے ضروری ہدایات سپرد کر دیتے۔

جنگ عظیم چھڑنے پر حاجی صاحب ترنگ زئیؒ علاقہ نبیر چلے گئے اور وہاں سے سرفروشوں کی ایک جماعت تیار کر کے انگریزوں پر حملہ کر دیا اور کافی عرصہ تک نہایت جوانمردی، بہادری اور کامیابی کے ساتھ انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ جناب سمیع الحق صاحب نے حاجی صاحب مرحوم کے اس جہاد کی ناکامی کے وجوہات کے متعلق استفسار کیا تو بادشاہ خان نے فرمایا کہ ایک اہم وجہ تو حاجی صاحب مرحوم کی اپنی اجتہادی غلطی تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے اس جہاد کے لئے پوری تیاری نہیں کی تھی۔ بلکہ ایک مختصر سی جماعت کو لیکر انگریز جیسے جابر اور مضبوط طاقت سے ٹکر لی۔ اگر چہ حاجی صاحب کے جانفروش سپاہیوں نے ذرہ برابر دریغ نہ کیا لیکن مجاہدین کو بالآخر سامان رسد کی قلت اور کمک نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ حالانکہ شیخ الہندؒ کے پروگرام کے مطابق پورے سارے سرحدی علاقوں کو منظم اور متحد کرنا اور اس کو مضبوط محاذ جنگ بنانا ضروری تھا۔ اس کے بعد دشمن پر حملہ کرنا تھا اس کے علاوہ جہاد میں شکست کی ایک وجہ ان نام نہاد مولویوں اور خوانین کی گدیاں بھی ہوئیں۔ جو صرف اپنی معمولی اقتدار، گدیوں کے بچاؤ اور انگریز کے کٹھ

تپلی بننے کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے تھے۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس کے بعد حاجی صاحب کی گرفتاری کا سخت خطرہ تھا اور حضرت شیخ الہند کی ہدایت بھی تھی اس لئے آپ آزاد قبائل یاغستان ہجرت کر گئے۔ ان آیام میں مجھے بھی حراست میں لے لیا گیا تھا اور صرف مجھ کو اور میرے گاؤں والوں کو ایک لاکھ جرمانہ ادا کرنا پڑا اور سارے مدارس بند کر دیئے گئے تھے۔ جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی ''جماعت مجاہدین'' کے متعلق کہا کہ حضرت شیخ الہند اور دیگر زعماء (آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی لیا) نے ان مجاہدین سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ زیادہ تر حسن عقیدت اور ان کی سابقہ شاندار روایات اور ان سے دور رہنے کی وجہ سے تھیں۔

بادشاہ خان نے مولانا عبید اللہ سندھی کے متعلق بتایا کہ انھوں نے اور حضرت مولانا محمد میاں صاحب عرف منصور انصاری نے حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر کابل ہجرت کر کے وہاں کام شروع کر دیا چنانچہ جب ہندوستان سے عام ہجرت کے سلسلے میں ہم نے کابل ہجرت کی تو وہاں ان حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔

ریشمی خطوط کے متعلق بادشاہ خان نے کہا کہ ریشم کے بیل بوٹوں کی شکل میں کپڑوں پر خطوط لکھ کر حضرت شیخ لہند کی خدمت میں بھیجے جارہے تھے جس کے نام سے یہ تحریک مشہور ہوئی۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس تحریک میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ مولانا عبید اللہ سندھیؒ۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہٗ۔ حضرت حاجی ترنگ زئی صاحبؒ۔ مولانا فضل محمود صاحب مخفیؒ۔ مولانا عبدالعزیزؒ مولانا عزیر گل صاحبؒ۔ مولانا محمد میاں صاحبؒ عرف منصور انصاری مہاجر کابل۔ مولانا سیف الرحمٰن نے علی الخصوص کارہائے نمایاں انجام دیئے (ان کے علاوہ کئی قابل ذکر حضرات بھی تھے جو اس وقت ذہن میں نہیں۔ جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے فرمایا کہ میں باقاعدہ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت بھی ہو چکا ہوں۔ وہ مجھ سے بہت خصوصیت رکھتے تھے۔ خان عبدالغفار خان نے کہا کہ تحریک کے ساتھ ربط وتعلق اور میری سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۱۱ء ۱۹۱۲ء سے ہوا جبکہ میں نے ابھی شادی بھی نہیں کی تھی۔ بادشاہ خان نے راقم الحروف کے ایک جواب میں کہا کہ میں نے تقریباً ۳۵ برس تک جیل کاٹی ہے۔

بادشاہ خان نے آخر میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار فرمایا اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ اس سے قبل انہوں نے اکوڑہ خٹک کے ایک عام جلسہ میں بھی حضرت شیخ مدنیؒ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا کہ ابھی حال ہی میں ہم اس عظیم شخصیت سے محروم ہوئے جنہوں نے ساری عمر انگریز کو مصیبت اور پریشانی میں رکھا جنہوں نے ملک وملت کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔ بادشاہ خان نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی خودنوشت سوانح نقش حیات (میرے ذاتی نسخہ) پر دستخط کرتے ہوئے لکھا کہ مذہب، پیار، محبت، سچائی اور مخلوق خدا کی خدمت کا

نام ہے۔ بادشاہ خان نے جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ سے انکشاف کیا کہ میں نے تحریک حریت کا آغاز سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور اپنی سوانح میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں میں نے تحریک اور تحریک شیخ الہندؒ اور دیوبند کے ساتھ اپنے روابط و تعلق پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور تمام گوشے قیام پاکستان تک واضح کیے گئے ہیں۔ صرف ترتیب اور نظر ثانی باقی ہے جو وقت کی قلت کی وجہ سے ادھوری پڑی ہے۔ میں نے اس موقعہ پر کہا کہ اگر گستاخی نہ ہو تو میرے خیال میں یہ کتاب آپ کے دوروں سے تو کیا خود آپ سے بھی زیادہ قیمتی اور جلد قابل توجہ ہے۔ انہوں نے ہنس کر فرمایا میں خود اسے محسوس کر رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ عنقریب اسکے لئے فرصت نکالوں گا۔

آخر میں انہوں نے جمعیۃ الطلباء دارالعلوم حقانیہ کو ایک پیغام میں کہا کہ وہ بیدار ہو کر اکابر کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے طریق کار اور کارناموں سے سبق لیں۔ کیونکہ غفلت کا انجام ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

دارالعلوم حقانیہ اور جمعیۃ الطلباء نے اپنے مقدس شیخ کے سانحہ وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا۔ تعزیتی جلسے کر کے ریزولیوشن پاس کرائے۔ نیز کئی دن تک ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی گئی۔ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم و بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب سابق استاذ دارالعلوم دیوبند نے اپنے تعزیتی مکتوب میں ان تمام متوسلین شیخؒ و متعلقین کا شکریہ ادا کیا ہے جو حضرت شیخ الاسلامؒ نے نسبت کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے یا تعزیتی خطوط و پیغامات ارسال کئے نیز حضرت شیخؒ کے نقش قدم پر چلنے کی اپیل کی۔

ضروری نوٹ (یہ الجمعیۃ کی طرف سے اضافہ ہے، جو غالباً مولانا محمد میاں دہلوی کا لکھا ہوا ہے):

اس تحریک میں ریشمی رومال کو تحریک کا جز یا پروگرام جیسی اہمیت حاصل نہیں تھی۔ اس بنا پر ریشمی رومال کی تفسیر و تشریح میں خود قائدین تحریک کے بیان مختلف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی وگیاوی حضرت شیخ الاسلامؒ کے حوالہ سے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ رومال پر ریشم سے حروف لکھے جاتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو پہاڑوں کے راستے بھیجے جاتے تھے سب سے زیادہ صحیح بات وہ ہے جو صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب نے تحریر فرمائی۔ صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

''یہ نام انگریزوں کی تحقیقاتی کمیٹی کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے کہ ہدایات قبائل میں ریشمی رومال کے ذریعہ گئی تھیں بلکہ احقر کو یاد ہے کہ ایک بوڑھے شخص (جن کا اب انتقال ہو گیا ہے) حضرت قدس سرہٗ کے پاس آتے تھے۔ وہ کاغذ کا پھول بہت عمدہ بناتے تھے وہ کاغذ کے گلدستے بناتے ان میں دیوبند سے جاری شدہ ہدایات کا خط رکھا ہوا ہوتا۔ پھر وہ گلدستہ پشاور جا کر بکتا اس کی قیمت بہت بتائی جاتی تا کہ صرف وہی تاجر خریدیں کہ جو کابل سے آئے ہیں اور اس راز میں شریک ہیں اور اس طرح وہ خط حضرت مولانا عبیداللہ مرحوم تک پہونچتا تھا۔ ایک صاحب اور دیوبند کے قریب گاؤں میں رہتے تھے۔ موصوف کے ذریعہ ایک مرتبہ ایک خط حضرت شیخ الہندؒ نے سرحد بھیجا تھا۔ اور پیدل سفر کرایا تھا ایک تلوار بھی موصوف کو دی تھی وغیرہ۔ غرض ہدایات مختلف اوقات میں مختلف ذرائع سے گئیں مگر انگریزوں کے ہاتھ صرف وہ ریشمی رومال والی بات لگ گئی جس کو انہوں نے عنوان بنا لیا''۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۰۹)